السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اہل حدیثوں کاخیال ہے کہ فرض نمازمیں جبکہ امام رکوع میں ہو، اس وقت جماعت میں شامل ہونے پر وہ رکعت نہیں ہوگی اوریہ بات فتاوٰی نذیریہ وغیرہ میں بھی ہے اوران کی بنیاداس حدیث پر ہے کہ جو شخص امام کوحالت رکوع میں پاوے وہ امام سے ساتھ شامل ہوجائے اوررکعت کولوٹائے (یہ روایت عون المعبود3 145 146پر ہے) لیکن ''صحیفہ اہل حدیث کراچی، 23، نومبر1953ء کے صفحہ نمبر21 پر مولانا عبدالقادر صاحب حصاری تحریر کرتے ہیں کہ مندرجہ بالاحدیث رسول ﷺ کاقول نہیں ہے۔ اوراس کے خلاف بیہقی میں ابوہریرہ کی حدیث سے رکعت ہوجانے کا ثبوت دیتے ہیں۔ دونوں حدیثوں میں صحیح حدیث کون ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بے شک یہ حدیث ''جو شخص امام کوحالت رکوع میں پائے وہ رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہوجائے اوررکعت کولوٹائے۔،، رسول اللہ ﷺ کاقول یعنی: حدیث مرفوع نہیں ہے بلکہ ابوہریرہ کاقول اورفتویٰ ہے۔ لیکن جوعلماء مدرک رکوع کی رکعت کے قائل نہیں ہیں ان کے استدلال کی بناء اس موقوف حدیث پر نہیں ہے۔ ان کی اصل دلیل یہ ہے کہ: قیام جو محل قرأة ہے، نماز کارکن ہے اوراس کی رکنیت قرآن، حدیث، اجماع اورتعامل امت سے ثابت ہے، اوراسی طرح قرأة فاتحہ نماز کادوسرا رکن ہے جس کی رکنیت وفرضیت احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ مدرک رکوع سے یہ دونوں رکن فوت ہوجاتے ہیں اورکسی صحیح حدیث یاحسن غیر معلول صریح مرفوع حدیث سے مدرک رکوع کااستثناء اور تخصیص اوران دونوں رکنوں کااس سے اسقاط ثابت نہیں۔ جوحدیثیں اس مقصد سے پیش کی جاتی ہیں ان میں اگرکوئی سنداً صحیح ہے جیسے حدیث ابوبکر تووہ اس مضمون میں صریح، نہیں بلکہ اس کااحتمال بھی نہیں رکھتی کما حققہ البخاری فی جزء القراءة اورجوبظاہر صریح معلوم ہوتی ہیں صحیح بلکہ حسن بھی نہیں ہیں۔ ضعیف اورناقابل احتجاج ہیں۔ مثلاً یہ حدیث (الحرح والتعدیل 9 155) عن ابی ہریرة قال: (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا جئتم إلی الصلوة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوہا شیئا، ومن أدرک الرکعة فقد أدرک الصلوة،، (ابوداوٴد(12893)1/553، مستدرک 1/276، بیہقی 2/88).

اولاً: یہ حدیث قائلین رکعت مدرک رکوع کے مدعا پرصریح نہیں۔

ثانیاً: یہ حدیث صحیح تودرکنار حسن بھی نہیں

اگرچہ امام ابوداوٴداورحافظ منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اورحاکم اورذہبی نے اس کی تصحیح کی ہے، اس کے راوی یحیی ابی سلیمان کوجن پراس حدیث کامدار ہے امام بخاری نے منکرالحدیث کہا ہے ''وقال البخاری: کل من قلت فیہ منکرالحدیث لایحتج بہ، وفی لفظ: لا تحل الروایة عنہ،، (فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث للسخاوي 1/773) کیافرماتے ہیں: وہ بزرگ جوامیرانہ یاآمرآنہ شان سے فرمادیا کرتے ہیں ''القول ماقال البخاری،، ونیزابوحاتم نے یحیی مذکورکو ''مضطرب الحدیث،، لیس بالقوی،، کہا ہے اورامام بیہقی نے ان کے بارے میں ''لیس بالقوی،، لکھا ہے (کتاب معرفة السنن)۔

حاکم اورذہبی نے مستدرک مع التلخیص 1 216 میں ان کی توثیق کی ہے مگر1 276میں ان کے بارے میں صرف یہ لکھا ہے: ''لم یذکر بجرح،، ان کے اس دوسرے کلام سے معلوم ہواکہ ان کویحی مذکور کے بارے میں کسی امام کی جرح کاعلم نہیں تھا محض اس بناء پران کوثقہ کہہ دیا ہے۔ اس کی تائید ابن خزیمہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے: ''لاأعرف یحی بن ابی سلیمان بعدالة ولاجرح،، (تہذیب التہذیب 228/11)، ابن خزیمہ کے اس قول سے معلوم ہواکہ ان کویحیی بن ابی سلیمان کی بابت عدالت وجرح کاعلم نہیں تھا۔ اسی طرح حاکم کوبھی ان کے متعلق کسی امام کی تعدیل وتخریج کاعلم نہیں تھا، اس بناء پران کوثقہ کہہ دیا۔ حالاں کہ ایساراوی مستوراورمجہول الحال کہلاتا ہے جس کی روایت عندا لجمہور مردود ہوتی ہے۔ اورامام الحرمین کے نزدیک متوقف فیہ (شرح نخبة ص: 49) اورامام ابوحنیفہ وابن حبان کے نزدیک مقبول والحق مع الجمہور۔ ابن خزیمہ کے شاگرد ابن حبان نے یحیی بن ابی سلیمان کوثقات میں صرف اس وجہ سے ذکر کیا ہے کہ استاد کی طرح ان کوبھی یحیی کی بابت کسی امام کی جرح وتعدیل کاعلم نہیں ہوا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ راوی باصطلاح ابن حبان ثقہ ہوااور جمہور محدثین کے نزدیک مستورومجہول الحال ہواجس کی روایت غیر مقبول ہوتی ہے۔ سخاوی لکھتے ہیں: ''قال الحافظ ابن حجر: وإذا لم یکن فی الراوي جرحٌ ولا تعدیلٌ، وکان کلٌ منْ شیخہِ، والراوي عنہُ ثقةً، ولم یأتِ بحدیثٍ منکرٍ، فہو عندہُ ثقةٌ وفی کتابہِ "الثقاتِ کثیرٌ ممنْ ہذہ حالہُ، ولأجلِ ہذا ربما اعترضَ علیہِ فی جعلہم ثقاتٍ من لم یعرفْ اصطلاحہ ولا اعتراضَ علیہِ فإنَّہ لایشاحُ علیہِ فی ذلکَ،، (شرح ألفیہ 36/1) اور لکھتے ہیں: ''ذہب ابن خزیمة إلی أن جہالة العین ترتفع بروایة واحد مشہور، وإلیہ یومی قول تلمیذہ ابن حبان: العدل من لم یعرف فیہ الجرح، وإذا التجریح ضد التعدیل، فمن لم یجرح فہو عدل حتی یتبین جرحہ، إذ لم یکلف الناس ما غاب عنہم، وقال فی ضابطة الحدیث الذی یحتج بہ ما محصلہ، أنہ ہو الذی یعری راویہ من ان یکون مجروحا أو فوقہ مجروح أو دونہ مجروح، أو کان سندہ مرسلا أو منقطعا أو کان المتن منکرا، فہو مشعر بعدالة من لم یجرہ ممن لم یروعنہ إلا واحد، ویتاید بقولہ فی ثقاتہ أیوب الأنصاری عن سعید بن جبیر وعنہ مہدی بن میمون لاأدری من ہو ولاابن من ہو؟ فإن ہذا منہ یؤید أنہ یذکر فی الثقات کل مجہول روی عنہ ثقة ولم یجرح، ولم یکن الحدیث الذی یرویہ منکرا،، انتہی (شرح الفیہ 317/1) دیکھیے ایوب انصاری کوباوجود مستوراور مجہول الحال ہونے کے ابن حبان نے ثقات میں محض اس وجہ سے ذکر کردیا کہ ان پر کسی نے جرح نہیں کی ہے۔ اسی طرح انہوں نے اپنی ''کتاب الثقات،، میں بہت سے مستورروایوں کوذکر کردیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک عدم جرح نہیں کی ہے ان کے عدل وثقہ ہونے کی خلاف لما ذھب الیہ الجمہور۔ اسی طرح یہاں بھی انہوں نے یحی ین ابی سلیمان کومحض اس بناء پرثقات میں ذکرکیا ہے کہ ان کویحیی کی بابت کسی امام کی جرح کاعلم نہیں ہوسکا، جیساکہ حاکم کواس کاعلم نہیں ہوااورانہوں نے ان کی توثیق کردی اورحدیث کوصحیح کہہ دیا۔

بہرحال ابن حبان کاکسی مستورراوی کاثقات میں ذکر کرنااس امرکی دلیل نہیں ہوسکتاکہ وہ عندا لجمہور بھی ثقہ ہے۔ اس بحث سے یہ بھی واضح ہوگیاکہ حدیث مذکورہ کی حاکم نے تصحیح کی ہے تواس تصحیح کامبنیٰ کیا ہے؟ لہذاان کی تصحیح مذکورقابل اعتماد نہیں۔ رہ گئی ذہبی کی موافقت تواس کامبنیٰ بھی حاکم کاوہی قول ''لم یذکر بجرح،، ہے۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ اس حدیث کی صحت کاحکم مخدوش ہے اسی لیے ابن خزیمہ اس حدیث کوروایت کرنے کے بعد لکھتے

ہیں۔ ''وفی القلب شئی من ہذا الإسناد، فإني لاأعرف یحیی بن أبی سلیمان بعدالة ولاجرح، وإنما خرجت خبره لأنہ لم یختلف فیہ العلماء،،) تہذیب التہذیب 11/228)، یہ ساری بحث اس وقت ہے جبکہ یحیی کی بابت کسی امام کی جرح کا علم نہ ہو، لیکن یہاں توامام بخاری، امام ابوحاتم، امام بیہقی کی جرحین موجود ہیں، جن کے مقابلے میں تساہلین کی تصحیح وتوثیق جس کا مبنیٰ بھی بالکل کمزور ہے کوئی وزن نہیں رکھتی۔ رہ گیا امام ابوداؤد اور حافظ منذری کا سکوت، تو یہ دوسروں پر حجت نہیں ہوسکتا، بالخصوص ایسی حالت میں کہ وہ دونوں بعض ایسی حدیثوں پر سکوت کرجاتے ہیں جن میں مجہول راوی ہوتا ہے یا جن کی سند منقطع ہوتی ہے۔ امام بیہقی کے نزدیک بھی یہ حدیث ضعیف ہی ہے چنانچہ اس کے روایت کرنے کے بعد مندرجہ ذیل حدیث کے بارے میں جو قائلین رکعت مدرک رکوع کی صریح دلیل ہے یہ فرماتے ہیں: ''وقد روی باسناد آخر أضعف من ذلک عن أبی ہریرة،، (2/89). یعنی: حدیث مذکور ضعیف ہے اس سے ضعیف تر حدیث ذیل ہے:

(عن أبی ہریرة مرفوعا: من أدرک رکعة من الصلوة فقد أدرکہا قبل أن یقیم الإمام صلبہ،، (ابن خزیمة: 1595) 45/3، دار قطنی 1/347 بیہقی 1/89 '' (2).

اس حدیث کا قائلین رکعت مدرک رکوع کے مدعا میں صریح ہونا موقوف ہے اس امر پر کہ ''قبل أن یقیم الامام صلبہ، ، اس میں محفوظ غیر مدرج ہو لیکن اس کے محفوظ ہونے میں سخت کلام ہے۔

اس لفظ کے زیادہ کرنے میں یحیی بن حمید متفرد ہیں اور مجہول الحال غیر معتمد فی الحدیث اور ان کی حدیث غیر محتج بہ ہے (جزالقراءة للبخاری) دار قطنی نے اس کو ضعیف کہا ہے، عقیلی نے ان کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ (لسان 6 250) اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں اس لیے ذکر کردیا ہے کہ وہ مستور ہیں اور ان کے ثقات میں ذکر کرنے سے عندالجمہور وہ ثقہ نہیں ہوگئے۔ بہرحال مجہول ہی ہے جن کی روایت مردود یا متوقف فیہ ہوگی، نیز اس کی سند میں قرة بن عبدالرحمن ہیں جو متکلم فیہ ہیں ''قبل أن یقیم الامام صلبہ،، کی مدرج ہونے کا ایک یہ قرینہ ہے کہ وہ بے محل مذکور ہے اس کا مناسب محل ''فقد ادرکہا،، سے پہلے ہے کما لایخفی۔ عقیلی کہتے ہیں ''قد رواہ مالک وغیرہ من حفاظ اصحاب الزہری، ولم یذکروا الزیادة الأخیرة ولعلہا کلام الزہری،، (لسان 250/6).

(عن عبدالعزیز بن رفیع عن رجل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إذا جئتم والامام راکع فارکعوا وإن کان ساجدا فاسجدوا ولا تعتدوا ولا تعتدوا بالسجود، إذا لم یکن معہ الرکوع،، (بیہقی: 2/89 '' (3).

یہ حدیث دوسرے طریق سے بھی مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ''عَنْ عَبْدِ الْعَزِیزِ بْنِ رُفَیْعٍ، عَنْ شَیْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِیُّ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی فَسَمِعَ خَفْقَ نَعْلَیْہِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: "أَیُّکُمْ دَخَلَ؟" قَالَ الرَّجُلُ: أَنَا یَا رَسُولَ اللہِ، قَالَ: "وَکَیْفَ وَجَدْتَنَا؟" قَالَ: سُجُودًا فَسَجَدتُ قَالَ: "ہٰکَذَا فَافْعَلُوا إِذَا وَجَدْتُمُوہُ قَائِمًا أَوْ رَاکِعًا أَوْ سَاجِدًا أَوْ جَالِسًا فَافْعَلُوا کَمَا تَجِدُونَہُ وَلَا تَعْتَدُّوا بِالسَّجْدَةِ إِذَا لَمْ تُدْرِکُوا الرَّکْعَةَ،، (بیہقی 2/216) یہ حدیث کسی طریق سے قابل عتماد نہیں ہے، اس لیے کہ رجل یا شیخ انصاری مجہول ہیں کسی طریق میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو اس رجل یا شیخ کے صحابی ہونے پر یا اس کے اس واقعہ میں موجود ہنے پر دلالت کرتا ہو، محض انصار کا لفظ صحابیت کی دلیل نہیں ہے۔ لہذا اس کے مجہول ہونے کی وجہ سے یہ روایت لائق احتجاج نہیں رہی۔

عن عبدالرحمن بن عوف مرفوعاً: من أدرک السجود فلیسجد ولا یعتدبہ، ومن أدرک الرکعة فلیرکع ولیحسب بہا، أخرجہ الخطیب فی المتفق والمفترق،، (کنزالعمال 137/4) اس حدیث کی سند کا حال معلوم نہیں، اس لیے یہ '' (4) (معرض حتجاج واستدلال یا معرض اعتبار واستشہاد میں نہیں پش کی جاسکتی۔ سوال کا جواب مختصر عرض کردیا گیا۔ تفصیل پھر کبھی کی جائے گی۔ (مصباح بستی اکتوبر 1954ء

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 261

محدث فتویٰ